



اشیش کمار سین

نیو جرسی کے فرینکلن ٹاؤن شپ میں آپ اوک ٹری روڈ پر سفر کریں تو آپ کی نگاہوں کے سامنے سے ایسے اسٹور گزریں گے، جن میں رنگ برنگی ہندوستانی ساریوں کی بہار نظر آئے گی۔ سونے کے مرصع زیورات کی چمک دمک نظر آئے گی اور بمبیتا فلموں کے ستاروں کے پوسٹرز آئیں گے۔ نیون سائن کسی بھی راہ گیر کو کباب کنگ میں لذیذ کبابوں کے ذائقے سے لطف اندوز ہونے کی دعوت دیتے نظر آئیں گے۔ ایک اور سائن پر نظر پڑتے ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ ایسٹن میں مہاتما گاندھی پلازا پہنچ گئے ہیں۔

مین ہیٹن کی دوڑ چھوٹ اور شور و غل سے بذریعہ ٹرین ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع فرینکلن ٹاؤن شپ حقیقی معنوں میں نیو جرسی کا دلہی مرکز ہے۔

نیو جرسی کے اس تعارف کے حوالے سے ۸ نومبر کے الیکشن میں ریاستی اسمبلی کی سیٹوں کے لئے کوشاں ہندوستانی نژاد دو افراد کی حقیقی شبیہ بے سیل نہیں ہے۔

نیو جرسی میں ۳۰ قانون ساز ضلعوں سے اسمبلی کے اراکین چنے جاتے ہیں۔ تمام، انتخابی حلقوں کی آبادی تقریباً برابر ہے۔ ہر ضلع کے ووٹر ایک رکن سینیٹ اور جنرل اسمبلی کے دو اراکین کو منتخب کرتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ سیون ٹین میں ڈیموکریٹک پارٹی کے ووٹری بیلگن سے تین گنا زیادہ ہیں۔ اس حلقہ میں دو موجودہ ڈیموکریٹ اسمبلی کے لئے منتخب ہو گئے۔ ان میں ایک آندھرا پردیش کے اپنڈر چیو وکولا ہیں اور دوسرے

جوزف وی ایگن ہیں۔ دو ری بیلگن اراکین سلیم ناتھو اور کیتھرین ہے۔ میرر کو ٹکست ہو گئی۔ سلیم ناتھو تنزانیہ نژاد ہندوستانی امریکی ہیں۔

ایگن کو ۲۸،۵۹۸،۳۰۳ ووٹ ملے۔ چیو وکولا کو ۲۷،۳۶۳،۳۰۹ ووٹ ملے۔

ہندوستان اور امریکہ میں شائع شدہ ان خبروں میں یہ غلط اطلاع دی گئی کہ اس الیکشن میں چیو وکولا اور ناتھو کے درمیان سیدھا مقابلہ ہو گیا۔ ناتھو کا کہنا ہے ”ہم لوگوں نے ووٹروں کے سامنے یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ وہ چاہیں تو اپنڈر کو اور مجھے دونوں کو ووٹ دے سکتے ہیں۔ دو سٹیٹس تھیں۔ اس کو یا اس کو والی صورت حال نہیں تھی۔“ ڈسٹرکٹ سیون ٹین نامی انتخابی حلقے میں فرینکلن ٹاؤن شپ، ہائی لینڈ پارک، ہیل ٹاؤن، ہس کیٹ اوے اور نیو برنس وک کے علاوہ روٹنگرس یونیورسٹی کے کمپس اور حفظان صحت کی اشیا بنانے والی کثیر قومی فرم ”جانسن اینڈ جانسن“ کا ہیڈ کوارٹر آتا ہے۔

نیو برنس وک کسی زمانے میں مشرقی یورپ سے ترک وطن کر کے آنے والوں کا مرکز تھا۔ اسے امریکہ میں ایک ایسے شہر کے طور پر جانا جاتا ہے جس میں سب سے زیادہ ہنگری کے لوگ آباد ہیں۔ ۱۹۳۰ میں اس شہر کی آبادی کے پانچویں حصہ میں بیسٹرا ایسے لوگ تھے، جو یا تو ہنگری میں پیدا ہوئے تھے یا ان کے آباؤ اجداد ہنگری اصل کے تھے۔ اب ۲۰۰۰ کی امریکی مردم شماری کے مطابق اس شہر کی آبادی میں ۱۳.۹ فی صد لوگ ایشیائی

نومبر ۲۰۰۵ میں دو

سیاست دانوں نے

نیو جرسی اسمبلی

کا الیکشن

لڑا۔ ایک

ڈیموکریٹک پارٹی

کا امیدوار تھا۔ دوسرا

ری بیلگن کا۔ ایک

جیتا، ایک ہار گیا۔

اس کہانی میں ماجرا

کیا ہے؟ دونوں ہند

نژاد امریکی ہیں۔

دو اراکین کی کہانی

دائیں: اوپنڈر چیووکولا (دائیں بیٹھے ہوئے) دسمبر ۲۰۰۵ کے نیوجرسی اسمبلی کے لئے ہونے والے دوبارہ انتخاب کے بعد اپنے ساتھیوں سے گفتگو کرتے ہوئے۔

اصل کے ہیں۔ اسی شہر میں ۳۹ فی صد ہسپانوی باشندے ہیں اور ۲۰ فی صد افریقی امریکی۔

چیووکولا کی عمر ۵۵ سال ہے۔ وہ آندرہ اپرڈیش کے ٹورنٹو میں پیدا ہوئے۔ وہ ۱۹۷۴ میں بغرض حصول تعلیم امریکہ آئے۔ انہوں نے نیویارک کی سٹی یونیورسٹی کے سٹی کالج میں ایکٹریکل انجینئرنگ میں گریجویٹ ڈگری کے لئے داخلہ لیا۔ اب وہ فرینکلن ٹاؤن شپ میں سکونت گیر ہیں۔

وہ نیوجرسی اسمبلی میں جنوبی ایشیائی نسل کے پہلے نمائندہ ہیں۔ اس اسمبلی میں دو ایوان ہیں۔ ۳۰ رکنی سینیٹ اور ۸۰ رکنی جزل اسمبلی۔ وہ امریکہ میں اسٹیٹ عہدے پر منتخب ہونے والے چوتھے ہندوستانی امریکی ہیں۔ ۲۰۰۰ میں وہ فرینکلن ٹاؤن شپ کے میئر کے عہدے پر تھے۔ ۱۹۹۸ میں ڈپٹی میئر رہے اور ۱۹۹۷ سے ۲۰۰۵ تک فرینکلن ٹاؤن شپ کونسل کے رکن رہے۔ نومبر میں وہ اسٹیٹ اسمبلی کے لئے تیسری بار منتخب ہوئے ہیں۔

چیووکولا کا خاندان سیاسی نہیں ہے۔ لیکن ۱۹۸۰ کی دہائی کے بیچ کے برسوں میں انہیں محسوس ہوا کہ ایشیائی امریکی باشندوں کو سیاست میں شریک نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے وضاحت کی ”میں ایک رضا کار کے طور پر کام کرنا چاہتا تھا۔ اب ہندوستانی امریکی برادری آگے آنے لگی ہے۔ یا کم از کم کوشش تو کر رہی رہی ہے۔ پھر بھی میں پورے وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ لوگ بہت کامیاب رہے ہیں۔“

چیووکولا سافٹ وئر اور تعلیم سے وابستہ نیویارک سے ایک مشاورتی کمپنی انٹارکٹیکا گروپ کے چیفنگ ڈائریکٹر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ”سیاست میں زندگی گزارنے کی خواہش کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ کچھ قربانیاں دی جائیں۔ وہ کہتے ہیں ”ذاتی، سیاسی اور تجارتی زندگی میں توازن برقرار رکھنا ایک حقیقی چیلنج ہے۔ وقت کا بہت مناسب طریقے سے استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ اپنے ووٹر سے ملنے جلنے سے انکار نہ کیا جائے۔ ان کو درپیش مسائل کی طرف سے غفلت نہ برتی جائے۔“

چیووکولا کا کہنا ہے کہ ان کی اہلیہ ڈیسی اور ان کے بیٹے سورج اور میتھی نے ان کی انتخابی مہم میں نمایاں رول نبھایا ہے۔

چیووکولا کی طرح ناتھو کی نوجوان بیوی شولیمانے، جو کہ اکاونٹنٹ ہیں اور نیچر بننے کے لئے ابھی تک زیر تعلیم ہیں اور ان کے دونوں بیٹوں اٹھ (۶) اور آدم (۵) نے مقامی سپر مارکیٹس میں ناتھو کی انتخابی مہم کے سلسلے میں سہولت تقسیم کئے۔ ناتھو

مسلمان ہیں۔ دانتوں کے ڈاکٹر ہیں۔ یوں تو وہ تنزانیہ میں پیدا ہوئے مگر ان کا آبائی گھر جام نگر، گجرات میں ہے۔ ان کی عمر ۵۰ سال ہے۔ وہ ۱۹۸۰ میں امریکہ آئے تھے۔ مین ہیٹن کی نیویارک یونیورسٹی میں انہوں نے بائیو کیمسٹری میں بی ایچ ڈی کی ڈگری مکمل کی۔ ان کو کولکٹیو، پامولیو میں نوکری کی پیشکش ملی اور وہ پین کیٹ اوے منتقل ہو گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”مقامی حکومت کی بے رحمی سے اب کر میں سیاست میں آ گیا۔“ ناتھو کے مکان کے قریب ۷۲ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے کار چلانے کی اجازت ہے۔ انہوں نے کئی بار میئر سے کہا کہ وہ اس رفتار کو کم کر دے مگر ان کی سنی ان سنی کر دی گئی ”میرا خیال تھا کہ اس رفتار کی وجہ سے علاقہ غیر محفوظ ہے۔“ انہوں نے میئر سے کہا کہ ”اس علاقہ میں کاروں کی زیادہ سے زیادہ رفتار کی حد کم کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ میں آپ کے خلاف ایکشن لڑوں“ ناتھو نے پین کیٹ اوے کونسل کا ایکشن لڑا اور ہار گئے مگر اس شکست نے انہیں بد دل نہیں کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ”میں سیاست میں جتنا اندر گھستا گیا، اتنی ہی سنی باتیں معلوم ہوتی رہیں۔ مجھ پر یہ دازگھا کہ ان کو لگتا ہے کہ وہ جو چاہے جیسا چاہیں کرتے رہ سکتے ہیں۔ ان کو کسی کی پروا نہیں۔ ہمارے ٹیکس بڑھتے رہے۔ ہمارے اسکولوں میں بھی بڑھتی گئی۔ ہم لوگ جائیداد ٹیکس کی مدد میں بھاری رقم ادا کرتے ہیں۔ ہمارے پیسے کی کوئی قدر نہیں ہے“ آخر کو ایک مرحلہ آیا جب اس علاقہ میں کار چلانے کی زیادہ سے زیادہ رفتار میں ۸ کلومیٹر کی کمی کی گئی۔ لیکن ناتھو اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ رفتار گھٹا کر ۵۶ کلومیٹر فی گھنٹہ کر دی جائے۔“

اگرچہ ڈسٹرکٹ سیون ٹین حلقہ میں بھاری جائیداد ٹیکس اور اسکول میں زیادہ بھیجنا جیسے امور نے سیاسی بحث کی صورت گیری کی لیکن اس حلقہ کے ووٹر اور امیدوار تو ملی امور کی طرف سے بے تعلق نہیں تھے۔

ناتھو کا کہنا ہے کہ اس اسٹیٹ میں جائیداد ٹیکس میں اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ ہمارا پیشہ بولی بغیر ٹیکسوں کی سیاست کے کھیل میں ضائع کیا جاتا ہے۔ کوئی ٹھیکہ دار کو کوئی کام لینا چاہتا ہے تو وہ ٹھیکہ کے لئے ملکی سیاست داں کی منہ بھرائی کرتا ہے۔ پورا نظام بد عنوانی سے داغدار ہو رہا ہے اور ہم لوگ جو خدمات خرید رہے ہیں اس کی زیادہ قیمت دینی پڑ رہی ہے۔ ان کی لاگت بڑھتی ہے تو ہمیں ٹیکس بھی زیادہ دینا پڑتا ہے۔“

پین کیٹ اوے میں ناتھو اور دل ہیلتھ کلینک نکل سرورسز چلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا ”یہ ہم تمام لوگوں کو معلوم ہے کہ یہاں بزنس کرنا اتنا گراں ہو گیا ہے کہ اس سے اب کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اس لئے تجارتی ادارے نیوجرسی کے باہر منتقل ہونے لگے ہیں۔“ ناتھو کی فرم دانتوں سے تعلق رکھنے والی اشیاء کی جانچ کرتی ہے۔ نیورٹس وک اسٹیشن ڈبلیو آریس یو۔ ایف ایم ۷۸.۷ پر ہر اتوار کی سہ پہر ایک ریڈیو پروگرام ”گھمسن آف انڈیا۔ بھارت درشن“ کے ایکٹو کیو بیو پروڈیوسر دیو جوشی کا کہنا ہے کہ ناتھو اور دیگر ریپبلکن امیدواروں کو صدر جارج ڈبلیو بوش کی ووٹروں میں کم ہوتی ہوئی مقبولیت سے نقصان ہوا۔ ایک اور چیز ناتھو کے خلاف یہ گئی کہ وہ سیاست میں اس طرح پورے طور سے شریک نہیں رہے ہیں جس طور سے ان کے حریف ہیں۔ چیووکولا ایک اسمارٹ آدمی ہیں اور وہ نہ صرف اپنے آپ کو نمایاں کرنے میں کامیاب ہیں بلکہ کوئی بھی ان تک بے آسانی پہنچ سکتا ہے۔ وہ آسانی سے دستیاب ہیں۔ وہ سچے اور ایماندار بھی ہیں۔“ جوشی کا شو پورے سینٹرل نیوجرسی میں نشر ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ ناتھو کے پاس ٹیکس کم کرنے اور صحت بیمہ کی لاگت گھٹانے کے بارے میں بہت تازہ اور نئے خیالات تھے۔

جنگ کے سلسلے میں ناتھو کے بیانات دوسرے ڈیموکریٹ امیدواروں سے مختلف نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ امریکی فوج

مرکز نگاہ: نیو جرسی

نیو جرسی جسے عرف عام میں گارڈن اسٹیٹ بھی کہتے ہیں، بس امریکہ کے انتخاب کی شاندار تقریبات کے لئے مشہور ہے۔ یہاں پرنسٹن یونیورسٹی بھی ہے اور وہ تجربہ گاہ بھی جہاں تھامس ایڈیسن نے برقی بلب کی ایجاد کی تھی۔ یہاں کی پھر فیصد آبادی ایشیائی وراثت کی حامل ہے جن میں بیشتر ہندوستانی امریکی ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے پرچم پراسے ناز ہے۔ سب سے طویل ترین بورڈ واک ہے اور اسی ریاست میں پنٹون کا سب سے بڑا میڈی گارڈ ہے۔ اقتصادیات کی شرگ تصور کی جانے والی بھاری صنعتیں مشا، پٹرولیم، کیمیاوی اشیاء اور دوا سازی کے کارخانوں کے سبب، نیو جرسی کا ایک حصہ ناگوار بو اور آلودہ ہوا کے لئے مشہور ہے۔ تاہم وسطی ساحلوں میں ایسٹ کوسٹ پر چند انتہائی صاف اور آلودگی سے پاک ساحل موجود ہیں۔ نیویارک اسٹیٹ سے متصل ۸۰ کلومیٹر طویل سرحد کے علاوہ نیو جرسی پوری طرح پانی سے محیط ہے۔ نیو جرسی کے بہت سے لوگ نیویارک میں کام پر جاتے ہیں۔ سیاحت، ریاست کی آمدنی کا دوسرا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اٹلانٹک سٹی کے قمار خانوں اور تفریحی کیمپسوں کی جانب لوگ کھینچے چلے آتے ہیں۔ ساحل سمندر پر ۸ کلومیٹر بورڈ واک پر ہی ۱۹۲۱ میں مس امریکہ مقابلے میں شریک حسیناؤں نے جنمی پوشاک میں مظاہرہ حسن و جمال کیا تھا۔

عراق سے جلد از جلد وطن واپس آ جائے۔

انتخابات کے نتائج ڈسٹرکٹ سیون ٹین کے سیاسی افکار کا بہت قریبی عکس ہیں۔ وہاں اندراج یافتہ ووٹروں میں ڈیموکریٹک پارٹی کے ووٹروں سے تین گنا زیادہ ریپبلکن ووٹر ہیں۔ نیوجرسی میں صرف تین دوسرے ایسے اضلاع ہیں جہاں ۲۰۰۱ میں رجسٹرڈ ریپبلکن کا فیصد کم ہے۔ چیووکولا اور ایکن کے علاوہ سینٹ میں اس خطے کی نمائندگی کرنے والے تیسرے شخص باب اسمتھ ہیں۔ وہ ڈیموکریٹ ہیں اور اپنی ٹی فرم میں انارٹی ہیں۔

حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ناتھو کسی زمانے میں ڈیموکریٹک پارٹی کے کارکن تھے۔ بیس کیٹ اوے میں ایک آفس کا مپلیکس کے اندر باب اسمتھ ناتھو کے پڑوسی ہیں۔ ناتھو نے یاد کیا ”باب نے مجھے اس پر مائل کرنے کی کوشش جاری رکھی کہ میں ڈیموکریٹک پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑوں کیونکہ اس صورت میں میری جیت کا امکان بڑھ جاتا۔“ تاہم ناتھو ڈیموکریٹک پارٹی کے لوگوں سے ناخوش ہیں۔ ان کا کہنا ہے ”میں ڈیموکریٹ رہ چکا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ان کی ہر بات مان جائیں گے۔ انہیں اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ ہندوستانی امریکی برادری کے لئے کچھ کرنا ان پر فرض ہے۔ کیونکہ ہمارے ووٹ ان کے لئے یکے ہیں۔“

ناتھو افریقی امریکیوں اور ہسپانوی باشندوں کی بڑی بڑی آبادی والے علاقوں سے اپنی کار چلاتے ہوئے گزرتے وقت ان علاقوں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہتے ہیں ”دوسری طرف ریپبلکن پارٹی ہے جو ہندوستانی امریکی برادری کا خیر مقدم کرنے کو تیار رہتی ہے۔ مجھے اس کا احساس ہو چکا ہے کہ نیوجرسی میں جو خراب محلے ہیں وہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ماننے والوں کے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایسا

اس لئے ہے کہ ڈیموکریٹک پارٹی کے کارکنوں اور لیڈروں کو یہ معلوم ہے کہ ہم ہر حال میں ووٹ انہیں کو دیں گے، اس لئے وہ ہماری مدد کے لئے کچھ نہیں کرنا چاہتے۔“

ناتھو نے بتایا ”انتخابی مہم کے دوران ان بستیوں پر میں نے اپنا وقت اور وسائل ضائع نہیں کیے۔ کیونکہ ہم چاہے جو بھی کریں یہ لوگ ڈیموکریٹ امیدواروں کو ہی ووٹ دیں گے۔“

ایک اور چیز جو ناتھو کے خلاف گئی وہ یہ ہے کہ وہ انتخابی مہم میں ذرا دیر سے اترے۔ اس حلقے کے اصل امیدوار چارلس ایڈورڈس تھے۔ وہ افریقی امریکی تھے۔ دل کا دورہ پڑنے سے ان کی موت ہوئی۔ ناتھو نے کہا ”میں نے الیکشن لڑنے کے بارے میں سوچا تو تھا لیکن چارلس کے فوت ہو جانے کے بعد ان کے لئے مجھے الیکشن لڑنا پڑا۔“

ڈسٹرکٹ سیون ٹین کی تقریباً چھ فیصد آبادی ہندوستانی امریکیوں کی ہے۔ یہ اتنی بڑی ووٹنگ طاقت نہیں کہ جس کے بل پر انتخابی نتائج پر اثر انداز ہوا جاسکے۔

چیووکولا کا کہنا ہے کہ انتخابات جیتنے کے لئے آپ کو عوام کی تائید حاصل کرنی پڑتی ہے۔ آپ صرف ہندوستانی ووٹ تک محدود رہ کر الیکشن نہیں جیت سکتے۔“ چیووکولا نے کہا کہ وہ دیگر مختلف نسلی پس منظر کی حامل برادریوں تک پہنچنے میں ناکام رہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انتخابی دوڑ میں ایک اور ہندوستانی امریکی کے کوڈ پڑنے کی وجہ سے انہوں نے اپنی انتخابی مہم کا طرز نہیں بدلا۔ چیووکولا یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی برادری کے لئے نمونہ بن کر سامنے آئیں۔

ڈاکٹر سلیم ناتھو، ایڈیٹن نیوجرسی کے اوک ٹری روڈ پر ایک ہان کی دکان سے ہان خریدتے ہوئے۔ نومبر ۸ کو ہونے والے اسمبلی الیکشن میں وہ ہار گئے تھے۔



ناتھو کا بھی کہنا ہے کہ انہوں نے ہندوستانی امریکی ووٹوں کا ہی چھپچھا نہیں کیا انہوں نے کہا ”میرے انتخابی حلقے میں جو بھی معاملات ہیں وہ سب کے لئے یکساں ہیں اور سب پر یکساں اثر ڈالتے ہیں۔ تاہم یہ سچ ہے کہ مجھے ہندوستانی امریکی برادری کی زیادہ تائید حاصل ہوئی۔“

اور ایسے بھی کچھ امور ہیں جن کا تعلق صرف ہندوستانی امریکی برادری سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہندوستانی امریکی بچوں کو اچھے اسکولوں اور میڈیکل کالجوں میں داخلہ حاصل کرنے میں زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ حالیہ مطالعات سے اس کا انکشاف ہوتا ہے کہ اسکول مالی نقصان کے ڈر سے بہت زیادہ ذہین اور ”اسٹریٹ اے“ قرار دئے گئے طالب علموں سے اپنے کلاس روم بھرنے سے جھجکتے ہیں اور دوسرے ایسے اسکول ہیں جو نسلی عدم توازن پیدا ہونے سے بچنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ”کہ اگر وہ لوگ گریڈس کی بنیاد پر طلباء کو بھرتی کرنا شروع کریں تو اسکولوں میں اور زیادہ ہندوستانیوں کو بھرتی کرنا ہوگا۔ وہ لوگ نسلی عدم توازن نہیں چاہتے۔ میرا خیال ہے کہ یہ غلط ہے۔“

ایسی لن میں ایک ڈیپٹی مینڈیٹن ہندوستانی پاکستانی ریسٹورنٹ راج بھوگ سوئس میں اپنے خاندان کے ساتھ شاپنگ کرتی ہوئی اندر اسہانے کہا کہ انتخابات میں بطور امیدوار ہندوستانی اصل کے امیدواروں کی موجودگی دلکشی کا اضافی سبب بنی۔ ایسی لن ایک ایسا شہر ہے جہاں ۲۰۰۰ کی امریکی مردم شماری کے مطابق ایشیائی ہندوستانیوں کی آبادی ۷ فیصد ہے۔

ایسی لن میں کے بی زاویری جو پلرس میں سونے کے خوبصورت زیورات میں سے اپنی پسند کا زیور تلاش کرنے میں مصروف ایک ایکڑیکوئیڈیو رادھا سنگھ نے، جو روز کام کرنے نیویارک جاتی ہیں، یہ بات تسلیم کی کہ ڈسٹرکٹ سیون ٹین میں ایک ہی الیکشن میں دو ہندوستانی امریکیوں کا امیدوار ہونا خلاف معمول تھا۔ تاہم ان کا کہنا ہے ”ہوسکتا ہے کہ وہ ہندوستانی ہوں لیکن جب سیاست کی بات آجاتی ہے تو ان کا سرخ یا نیلا یعنی ریپبلکن یا ڈیموکریٹ ہونا زیادہ معنی رکھتا ہے۔“

اوک ٹری روڈ کی برف پوش فٹ پاتھ پر سے گزرتی ہوئی سنٹھیا جیکسن نے کہا کہ انہیں تو اس کا اندازہ ہی نہیں ہوا کہ چیووکولا اور ناتھو ہندوستانی اصل کے ہیں ”وہ لوگ اس برادری کا حصہ ہیں اور یہی سبب ہے کہ میں نے انہیں کبھی باہری نہیں سمجھا۔“ □

مصنف کے بارے میں: ایشیا کمار سین واہٹنن میں مقیم صحافی ہیں۔ وہ واہٹنن پوسٹ کے لئے کام کرتے ہیں۔ وہ ٹریبون اور آؤٹ لگ کے لئے بھی لکھتے ہیں۔